THE SCHOLAR

Islamic Academic Research Journal

ISSN: 2413-7480 (Print Version) | 2617-4308 (Online Version)

DOI: 10.29370/siarj | Bi-Annual | Print & Online

اسلام میں عدل کا تصور اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

THE CONCEPT OF JUSTICE "EQUALITY" IN ISLAM AND ITS IMPORTANCE IN THE MODERN ERA. A RESEARCH REVIEW IN THE LIGHT OF THE SEERAT TAYYABA.

1 **Ghulam Hyder Teewno** — Corresponding Author

Ph.D. Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

ghulamhyder.teewno@usindh.edu.pk https://orcid.org/0000-0001-7535-4063

2 **Manzoor Alam Bhutto**

Ph.D. Research Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

alambhutto@gmail.com https://orcid.org/0000-0002-3623-5587

How to Cite This Article

Teewno, Ghulam Hyder, and Manzoor Alam Bhutto. "THE CONCEPT OF JUSTICE 'EQUALITY' IN ISLAM AND ITS IMPORTANCE IN THE MODERN ERA. A RESEARCH REVIEW IN THE LIGHT OF THE SEERAT TAYYABA." The Scholar Islamic Academic Research Journal 12, no. 1 (March 2026).

Indexing: DOAJ – Directory of Open Access Journals | DOI **Registration**: Crossref

VOLUME	ISSUE	PAGES
12	1	19-45

ARTICLE DOI Click to open https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

Web: https://siarj.com **Language:** Urdu (With abstract in English)

RECEIVED 15 Jan 2026 | ACCEPTED 13 Mar 2026 | PUBLISHED 31 Mar 2026

Publisher Research Gateway Institute *Sindh, Pakistan*

OPEN ACCESS CC BY-NC-SA 4.0

© 2025 The Author(s). Published in The Scholar Islamic Academic Research Journal by Research Gateway Institute, Pakistan. Licensed under CC BY-NC-SA 4.0.

OPEN ACCESS

CC BY NC SA

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

اسلام میں عدل کا تصور اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

THE CONCEPT OF JUSTICE "EQUALITY" IN ISLAM AND ITS IMPORTANCE IN THE MODERN ERA. A RESEARCH REVIEW IN THE LIGHT OF THE SEERAT TAYYABA.

Ghulam Hyder Teewno, Manzoor Alam Bhutto

ABSTRACT:

The literal meaning of justice is to equalize or to weigh equally. Another word for this is also used, which means to divide something into two equal parts or to establish equality. Justice means establishing balance and proportion in the rights of people and to give everyone their right in an impartial manner, that is, to give each person their moral, social, legal, political and civil rights with complete honesty. There are many forms of justice. Justice is also that the servant fulfills the rights of Allah in full, and justice is also that the servant fulfills the rights of God's creation in full. Similarly, fulfilling the rights of one's own life is also justice. The opposite of justice is injustice. And oppression is to destroy the rights of Allah. Shirk is called "the greatest oppression" in the Holy Quran because it is the greatest oppression of Allah Almighty. Oppression is also to kill the rights of God's creation. Oppression is also when a person disobeys God and oppresses himself and destroys and ruins his world and the hereafter with his own hands. Due to oppression, immense evils arise in society, through which excessive deterioration occurs in society. Justice is the morality and constitution of the Sharia of the Prophets (peace be upon them). It is through it that the survival of the world and the order of the universe are

established, and in it lies the happiness of humanity. Civilization and civilization flourish through justice and fairness. An atmosphere of brotherhood and harmony and unity is established. Seditions are suppressed. Honor and sanctity are preserved and rights are protected. The stability of a happy human life is possible only through justice.

KEYWORDS: Justice, Equality, Seerat Tayyaba, Islamic Teachings, Modern Era.

کلیدی الفاظ: عدل، انصاف، سیرت طیبہ، اسلامی تعلیمات، عصر حاضر۔

تعارف:

عدل کے لفظی معنی ہیں برابر کرنا یا ہم وزن کرنا۔ اس کے لیے دوسرا لفظ انصاف بھی استعمال ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے ایک چیز کو دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا یا مساواۃ قائم کرنا[1]۔ عدل سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم کیا جائے اور ہر ایک کو اس کا حق بے لاگ طریقے سے دیا جائے یعنی ہر شخص کو اس کے اخلاقی، معاشرتی، قانونی اور سیاسی و تمدنی حقوق پوری ایمانداری کے ساتھ ادا کیے جائیں۔

عدل کی کتنی ہی صورتیں ہیں۔ عدل یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کے حقوق پوری طرح ادا کرے، اور عدل یہ بھی ہے کہ بندہ خلقِ خدا کے حقوق کامل طور پر ادا کرے، عدل یہ بھی ہے کہ جب کسی بھرتی کے لیے کسی کو ممتحن جیسا اہم فریضہ پیش کیا جائے تو اسی کی پاسداری کرتے ہوئے اہل لوگوں کو بھرتی کیا جائے نا کہ کوئی سفارشی بندہ وغیرہ۔ اسی طرح اپنی جان کے حقوق ادا کرنا بھی عدل ہے۔ عدل کا ضد ظلم ہے۔ اور ظلم یہ ہے کہ اللہ کے حقوق تلف کیے جائیں۔ شرک کو قرآن مجید میں "ظلمِ عظیم" اس لیے قرار دیا گیا کیونکہ شرک کرنا اللہ تعالیٰ کے حق کی حق تلفی ہے۔ ظلم یہ بھی ہے کہ خلقِ خدا کے حقوق مارے جائیں۔ ظلم یہ بھی ہے کہ انسان خدا کی نافرمانی کر کے اپنے آپ پر ظلم کرے اور اپنی دنیا اور آخرت اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ اور برباد کرے۔ ظلم کی وجہ سے معاشرے میں بے حد برائیاں جنم لیتی ہیں اس کے ذریعے معاشرے میں حد سے زیادہ بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں زیادہ تر ظلم کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے:

---

[1] Luwais Maloof Alyasooei, *Al-Munjid: Arabic to Urdu*, trans. Maulana Saad Hussain and Others (Karachi: Daar-ul-Ishaat, 1994), 635.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

”وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ يظلمون“[2]۔

"اور ہم نے ان لوگوں پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنےاُوپر ظلم کیا"

اسلام میں عدل کی اہمیت:

دین اسلام عدل وانصاف پر بہت زیادہ زور دیتا ہے اور عنوان بدل بدل کر اس کی تاکید کرتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: اِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ[3] "بیشک اللہ تمھیں عدل کا حکم دیتا ہے" وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ[4] "اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے کرو" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا[5] "اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، گواہی خدا کے لیے دو، خواہ انصاف و گواہی تمھاری اپنی جانوں کے خلاف ہو یا والدین کے خلاف ہو یا رشتہ داروں کے خلاف ہو، اگر کوئی غنی ہے یا فقیر (عدل کے معاملہ میں تم ان کی پرواہ نہ کرو) اللہ ان کے زیادہ قریب ہے" اسلام نے عدل وانصاف کا حکم نہ صرف اپنے اور خدا کے درمیان اور نہ صرف اپنے اور مسلمانوں کے درمیان دیا ہے، بلکہ اپنے اور دشمن کے درمیان بھی عدل اور انصاف کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ[6] ۔ "اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کے قریب ہے"۔

عدل کی اہمیت سیرت طیبہ کی روشنی میں:

نبی اکرمؐ کی سیرت طیبہ کے مطابق انصاف بنافرق کے ہوناچاہیے۔اس میں مسلم اور غیر مسلم، اپنے اور پرائے، امیر اور

غریب کا کوئی فرق نہیں ہوناچاہیے۔یہی سبب تھا کہ ایک امیر گھرانے کی عورت پر جب چوری ثابت ہوئی اور آپؐ نے اس پر چوری کی سزانافذ کرنے کا حکم دیا اور کچھ قریبی لوگوں نے آپؐ کے دربار میں سفارش کی تو آپؐ نے یہ تاریخی

[2] Quran 11:101.
[3] Quran 16:90.
[4] Quran 4:58.
[5] Quran 4:135.
[6] Quran 5:8.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

الفاظ ارشاد فرمائے: "تم سے پہلے لوگ اس لیے تباہ اور برباد ہوئے اور خدا کی طرف سے سزا کے مستحق ٹھہرے کہ اگر ان کا کوئی بااثر شخص چوری کرتا تھا تو اسے معاف کر دیتے تھے، لیکن جب کوئی غریب اور کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر پوری سزا نافذ کرتے تھے۔ خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا"[7]

عدل و انصاف کی روش، ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کی روش اور طریقہ ہے۔ عدل ہی معاشرے کی بقا اور انسانیت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ جس معاشرے میں عدل کا راج ہو وہاں لوگوں کی عزت و مال اور حقوق کی حرمت بھی یقینی ہوتی ہے۔اس بارے میں فرمانِ الٰہی ہے:

"وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"[8]

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

یعنی لوگوں کے درمیاں اگر کوئی تنازعہ ہو جائے تو ہمیں شریعت اسلامی یہی حکم دیتی ہے کہ ان کے درمیاں عدل اور انصاف سے اور سنجیدگی سے تنازعہ کو ختم کروانے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اور اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو ظلم میں شمار کیا جانے کا تصور کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں وضاحت فرمائی:

"وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ"[9]

"اور آپ کا رب بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں۔"

نوعِ انسانیت میں سب سے زیادہ عادل اور منصف ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔ یہ کہنا بھی بے جا نہیں ہو گا کہ عدل آپ ﷺ کی ذات کی نمایاں پہچان ہے۔

نبی آخر الزماں ﷺ آپ ﷺ اپنے لہجے، الفاظ اور احوال و اقوال میں سب لوگوں سے زیادہ عدل کرنے والے تھے۔ آپ نے اپنی ذات، دشمن، دوست، اپنے پرائے، مال دار، فقیر، چھوٹے بڑے اور مرد و عورت ہر ایک کے ساتھ عدل کیا کیونکہ جس مقدس وحی کے آپ ﷺ کا حامل تھے، اس میں اللہ تعالیٰ نے عدل کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمان ہے:

[7] Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Kitab al-Hudood, Hadith no. 4411.
[8] Quran 4:58.
[9] Quran 41:46.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

" لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ انْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمُ النَّاسُ بِالْقِسْطِ "[10]

"یقیناً ہم نے اپنے رسول واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجے
اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی، تا
کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں"۔

عدل تو گویا آپ ﷺ کے ساتھ پیدا ہوا اور آپ کی عادت، فطرت اور منہج حیات تھا۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے قریش مکہ کی ایک جماعت نے عبداللہ بن جدمان کے گھر مظلوم کی مدد و نصرت کا جو معاہدہ کیا تھا، آپ اس میں بھی شریک تھے۔ اس معاہدے کو حلف الفضول کہتے ہیں۔

خانہ کعبہ کی تعمیر نو کے وقت جب قریش کے درمیان حجر اسود کو نصب کرنے کے بارے میں اختلاف پیدا ہوا تو انھوں نے آپ ﷺ کو اپنا فیصل بنایا، حالانکہ بنو ہاشم بھی قریش میں سے تھے اور اس جھگڑے کے فریق تھے۔ ان سب کو نبی اکرم ﷺ کے عدل و امانت اور غیر جانبداری پر کامل یقین تھا، اس لیے انھوں نے فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا۔ اور یہ بعثت سے پہلے کی بات ہے۔

اللہ تعالی کے جلیل القدر اور عظیم احسانات میں سے ہے کہ اس نے لوگوں کی طرف اس عظیم امام اور کریم نبی ﷺ کو بھیجا جبکہ دنیا ظلم و ستم سے بھر چکی تھی۔ معاشرہ جہالت و انتشار کی آماجگاہ بن چکا تھا اور ظلم و جبر کی وجہ سے سانس لینا مشکل تھا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا
مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ "[11] ۔

"وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھی میں سے ایک رسول بھیجا، وہ

---

[10] Quran 57:25.
[11] Quran 62:2.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

اس کی آیات ان پر تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں
کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور بلاشبہ اس سے پہلے تو وہ یقیناً کھلی
گمراہی میں تھے"۔

آپ ﷺ ہی عدل، آزادی، انصاف اور مساوات لے کر تشریف لائے۔ زندگی کے ہر شعبے میں عدل عام کیا اور اسے دل و دماغ میں راسخ اور پختہ کر دیا۔ انسانیت کو عدل کی تعلیم دی، انسانی آزادی یقینی بنائی اور بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر رب العباد کی غلامی کی طرف لگایا۔ انھیں بتوں اور مورتیوں کے سجدوں سے آزاد کرا کے ایک اللہ کے حضور سجدہ کرنے کی تعلیم دی۔ جاہلیت کے طوق ان کی گردنوں سے اتارے اور باطل شرکیہ عادات سے جان چھڑا کر ایمان، روشنی اور توحید کی کھلی فضا میں جینے کا سبق دیا۔ اور اسی بات کا رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا تھا:

" وَأُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ "[12]۔

"اور (کہہ دیجیے) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمھارے درمیان عدل کروں"۔

آپ ﷺ نے ہر اعتبار سے مساوات کا درس دیا۔ مردوں اور عورتوں کے لیے فرائض و واجبات اور اجر و ثواب میں برابری کا اعلان کیا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ "[13]

۔

"تو ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی کہ بے شک میں تم میں سے کسی عمل کرنے
والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا، خواہ کوئی مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک
دوسرے کے ہم جنس ہو۔"

آپ ﷺ نے بیویوں کے ازدواجی حقوق میں برابری کا حکم دیا۔ اولاد کو تحائف دینے اور ان کے ساتھ پیار اور

[12] Quran 42:15.
[13] Quran 3:195.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

محبت میں برابری کی تعلیم دی۔اسی طرح حقوق لینے،حدود کے نفاذ،خون،مال اور عزت میں بھی مساوات و برابری کا درس دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے قاضی کے سامنے ہر ایک کو اپنا موقف پیش کرنے اور دلائل دینے کا برابر موقع دیا۔قصاص میں برابری کا حکم دیا اور رنگ و نسل اور مذہب کی تمیز کے بغیر حدود کا نفاذ سب کے لیے یکساں قرار دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کے درمیان سب سے زیادہ عادلانہ فیصلے کیے اور ایسی شریعت لائے جو خون،مال اور عزتوں کے حوالے سے حقوق کا مکمل تحفظ کرنے والی ہے۔آپ کی شریعت میں کمال حکمت اور انصاف سے تعزیر،حدود اور قصاص کا نظام پایا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی شریعت عدل و مساوات ہی پر قائم ہے۔

بلاشبہ یہ دین اسلام ہی ہے جس نے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کو مسلمانوں کا سردار اور دین کا امام بنا دیا اور سیدنا عمار بن یاسر،صہیب رومی اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہم تمام کو بلند مقام عطا کیا۔یہ ایسا عظیم دین ہے جو عدل و انصاف،حقوق انسانی کے احترام اور بلا امتیاز رنگ و نسل آدمی کے مقام و مرتبہ کے تحفظ کی بنیاد پر قائم ہے۔

بحیثیت مسلمان،مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کے فیصلوں کو قبول کرنے کی تاکید:

رسول اللہ ﷺ کا ہر فیصلہ میزان عدل ہے۔آپ دو جھگڑنے والوں میں فیصلہ کرتے تو وہ تلوار کی دھار سے زیادہ موثر ہوتا۔آپ ایک کلمہ ارشاد فرماتے تو وہ دیوان عدل میں قاعدہ اور ضابطہ بن جاتا۔آپ رات کو کسی امر کا فیصلہ کرتے تو وہ صبح انصاف کے باب میں ضرب المثل بن جاتا۔آپ ﷺ فیصلہ کرنے میں عادل اور انصاف کرنے والے تھے۔اللہ تعالی کی ذات کے حوالے سے آپ کسی ملامت سے نہ ڈرتے۔جس پر حد لاگو ہو جاتی،اس پر نافذ کرنے میں ذرا بھی ترس نہ کھاتے۔آپ کے عدل میں کوئی سرکش کافر یا زندیق منافق ہی شک کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو حاکم بنایا اور آپ کے فیصلوں پر راضی ہوا۔ارشاد باری تعالی ہے:

" فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا

Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا "[14]-

"تو(اے نبی!)آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب
تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں،
پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے
پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں"۔

عدل کی حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر معاملے میں نبی آخر الزماں ﷺ کی ذات مبارکہ کو اسوہ حسنہ بنائیں، پھر چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو، اخلاق وآداب سے ہو، یا زندگی کے کسی بھی پہلو سے متعلق ہو، نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں زندگی کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی موجود ہے۔آپ ﷺ کی ذات عدل وانصاف کی پیکر تھی، اس لیے عدل کے متعلق آپ کی ذات میں شک وشبہ رکھنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے عدل اور انصاف دنیا سے اٹھ جائے۔آپ ﷺ اپنی امت کے لیے پوری انسانیت سے زیادہ مہربان اور عادل تھے۔کا فرمان ہے:

" مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ " [15]

"اگر میں نے عدل نہیں کیا تو پھر کون عدل کرے گا؟"

رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔اگر آپ ﷺ کی عدالت ہی معتبر نہیں تو پھر آپ کے بعد کون حاکم، قاضی یا عادل ہو گا؟ اس بات سے ہمیں یہ وضاحت مل رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عدل کو پسند فرماتے اور ظلم و ناانصافی سے ڈراتے اور ناپسند فرماتے تھے۔حدیث میں وارد ہے:

" اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"-[16]

"ظلم قیامت کے روز کئی تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا"۔

[14] Quran 4:65.
[15] Muhammad ibn Ismail al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Adab, Hadith no. 6163.
[16] : Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Zakat, Hadith no. 1447.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

ظلم ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے انسانوں کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے۔اور معاشرے میں عدم انصافی کی فضا قائم ہو جانے کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ظلم کرنے والوں پر اپنی لعنت کا ذکر فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

" اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ" [17]۔

"سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

ایک اور جگہ پر اللہ تعالی نے ظالموں کو ناپسند کرنے کا اظہار فرمایا ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ" [18]۔

"بلاشبہ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔"

آنحضرت ﷺ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو جب یمن بھیجتے ہیں تو انھیں عدل کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ"[19]۔

"مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالی کے درمیان کوئی پردہ اور رکاوٹ نہیں ہوتی۔"

نہ صرف خود عدل و انصاف کے پیکر تھے بلکہ اس معاملے میں خوفِ خدا کے پیشِ نظر اپنی امت کے لوگوں کو بھی عدل وانصاف سے کام لینے کی ہمیشہ تلقین فرماتے تھے۔اس بارے میں فرمانِ مصطفی ﷺ ہے:

"إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا بِقَوْلِهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِفَلَا يَأْخُذْهَا"[20]۔

---

[17] Quran 11:18.
[18] Quran 42:40.
[19] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Zakat, Hadith no. 1496.
[20] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Shahadat, Hadith no. 2680.

"تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو۔ایسا ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی دلیل بیان کرنے میں دوسرے سے زیادہ ہوشیار ہو اور اس کے کہنے کے مطابق میں اس کے بھائی کا حق اسے دے دوں تو میں اس صورت میں اس کے لیے جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دوں گا،اسے چاہیے کہ وہ نہ لے۔"

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مساکین کی حمایت کرتے تھے۔ان کے حقوق سلب کرنے یا انھیں ان کی چیزیں کم دینے سے منع کرتے اور فرماتے:

"إِخوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسَهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِيْنُوْهُمْ"[21]۔

"تمھارے غلام تمھارے بھائی ہیں۔انھیں اللہ تعالیٰ نے تمھارے تصرف میں رکھا ہے، چنانچہ جس شخص کا بھائی اس کے قبضے میں ہو، اسے چاہیے کہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسے وہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے۔اور ان سے وہ کام نہ لو جوان کی طاقت سے زیادہ ہو۔اور اگر ایسے کام کی انھیں زحمت دو تو خود بھی ان کا ہاتھ بٹاؤ۔"

آپ ﷺ نے اپنی شریعتِ مقدسہ کے ذریعے سے انسانیت کو ایک ایسا عالی شان، پاکیزہ، صاف ستھرا اور مدون و مرتب نظام دیا جو ہر خاص و عام، ظالم و مظلوم، مالدار و فقیر اور سردار و رعایا پر بلاامتیاز، غیر جانبداری سے اور رو رعایت کے

[21] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Iman, Hadith no. 30.

Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

بغیر نافذ ہوتا ہے۔اور ہم نبی کریم ﷺ سے عدل کے علاوہ کیا توقع کر سکتے ہیں؟!آپ ﷺ ہی نے تو ہمیں بڑی پیشی(قیامت)کے دن اللہ تعالی کے عدل کی خبر دی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ"[22]

"حق والوں کو ان کے حقوق قیامت کے دن ضرور ادا کیے جائیں گے یہاں تک سینگوں والی بکری سے بغیر سینگوں والی بکری کا بدلہ بھی لیا جائے گا۔"

اللہ تعالی کی طرف سے جب جانوروں کے مابین عدل کا یہ عالم ہے تو اشرف المخلوقات قرار دی گئی مخلوق کے مابین عدل کی کیا نوعیت ہو گی؟اور اس عدل کے بارے میں امت کو آگاہ کرنے والے نبی ﷺ خود کس قدر عادل اور منصف ہوں گے،اور وہ کبھی بھی اپنی امت کے مابین ناانصافی سے کام نہیں لیں گے۔

بلاشبہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو بھی ہمیشہ عدل وانصاف کی ترغیب دی اور عدل کی اہمیت سے ان کو آگاہ کرتے رہے۔بالخصوص معاشی اعتبار سے آپ ﷺ نے ہر پہلو میں عدل کے قیام کا حکم دیا، تاکہ ہر حق والے کو اس کا مکمل حق مل سکے اور کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ ہو۔

جیساکہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

" يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بَلَغَنِي أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

[22] Muslim ibn al-Hajjaj, *Sahih Muslim*, Bab Hurmat al-Zulm, Hadith no. 6580.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

"[23]۔

"اے عبداللہ بن عمرو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم روزانہ دن کا روزہ رکھتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو۔ایسامت کرو کیونکہ تم پر تمھارے جسم کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ تم پر تمھاری آنکھ کا حق ادا کرنا لازم ہے۔اور تم پر تمھاری بیوی کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔"

ایک اور روایت میں آنحضرت ﷺ نے حقوق کی پاسداری کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

" إِنَّ لِنَفْسِك عَلَيْك حَقًّا، وَلِرَبِّك عَلَيْك حَقًّا، وَلِضَيْفِك عَلَيْك حَقًّا وَ إِنَّ لِأَهْلِك عَلَيْك حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ"[24]۔

"تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے رب کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے،اس لیے ہر حق والے کو اس کا حق دیجیے"۔

آپ ﷺ نے عدل وانصاف کرنے والوں کو عظیم کامیابی اور قیامت کے دن فوز وفلاح کی خوشخبری دی ہے۔

ایک روایت میں آنحضو رﷺ نے فرمایا:

"عدل کرنے والے اللہ تعالی کے ہاں رحمن عز وجل کی دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہی لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں،اپنے اہل وعیال میں اور جن کے یہ ذمہ دار ہیں،ان کے معاملے

[23] Muslim, *Sahih Muslim*, Bab al-Sawm, Hadith no. 2730.
[24] Tirmidhi, Muhammad ibn Isa al-Tirmidhi, *Jami` Tirmidhi*, Kitab al-Shahadah, Hadith no. 2413.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

میں عدل کرتے ہیں"[25]

ان وصیتوں اور احکام کو نافذ کرنے میں رسول اللہ ﷺ اعلیٰ مثال اور عظیم نمونہ ہیں۔آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنی ذات مبارکہ پر عدل کا نفاذ کیا۔اپنے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے امتیاز نہیں برتا اور نہ خود کو کسی ایسی چیز سے مستثنیٰ سمجھا جس سے عدل وانصاف کے تقاضوں کو زد پہنچے بلکہ بعض اوقات دوسرے لوگوں سے زیادہ مشکلات اور بوجھ برداشت کیا۔ غنیمتوں کے مال کے حوالے سے بھی دوسروں کو خود پر ترجیح دی۔عدل وانصاف کے اصولوں کو نظرانداز کر کے شدید غصے میں بھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیتے تھے۔نبوت کی برکت سے آپ ان امور سے بالاتر تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا عدل ملاحظہ کریں کہ آپ نے اپنے دل کے ٹکڑے، آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ بھی عدل کیا۔یہ وہی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّيْ، يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا"[26]۔

"وہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔جو اسے برا لگے، وہ مجھے بھی برا لگتا ہے اور جس سے اسے تکلیف پہنچے، اس سے مجھے بھی تکلف پہنچتی ہے۔"

مگر اتنے پیار کے باوجود ایک موقع پر آپ ﷺ نے عدل کی بات کرتے ہوئے ایک عظیم بات فرمائی۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش کو اس عورت کے معاملے نے فکر مند کیا جس نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں، غزوہ فتح مکہ (کے دنوں) میں چوری کی تھی۔انھوں نے کہا: اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے گا؟ کچھ لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے چہیتے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ ہی اس کی جرات کر سکتے ہیں۔وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی تو سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کے بارے میں بات کی۔اس پر رسول اللہ ﷺ چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اللہ تعالی

[25] Muslim, *Sahih Muslim*, Bab Fadilat al-Hakim al-Adil, Hadith no. 4721.
[26] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Nikah, Hadith no. 5230.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو؟"سیدنا اسامہ نے آپ سے عرض کی: اللہ کے رسول! میرے لیے مغفرت طلب کیجیے۔ جب شام کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ اٹھے، خطبہ دیا، اللہ تعالی کے شایان شان اس کی ثنا بیان کی، پھر فرمایا:

"أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ ، أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ، تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ، أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنِّي وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا"[27]۔

"امابعد! تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کر ڈالا کہ جب ان میں سے کوئی معزز انسان چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کر دیتے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ میں، اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

اس دوٹوک موقف اور قطعی بات نے رسول اللہ ﷺ کی عدالت کے بارے میں اٹھنے والے ہر شک وشبہ کو دور کر دیا بلکہ آپ نے زور دار انداز میں کہا: "اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا" حالانکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہ کے چوری کرنے کا سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

اب ہم رسول اکرم ﷺ کی خانگی (گھریلو) زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ خاندان اور ازواج کے ساتھ آپ کے عدل وانصاف کے روشن اور خوبصورت مظاہر دیکھ سکیں۔ عام طور پر سوکنوں میں باہم غیرت اور ایک دوسرے سے مقابلہ بازی پائی جاتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہر موقع پر عدل اور ہر مسئلے میں انصاف کیا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ایک بیوی کے ہاں تشریف رکھے ہوئے تھے۔ اس وقت ایک دوسری بیوی نے آپ کے لیے ایک پیالے میں کھانے کی کوئی چیز بھیجی۔ جس بیوی کے گھر میں آپ ﷺ تشریف فرما تھے اس نے خادم

[27] Muslim, *Sahih Muslim*, Kitab al-Hudood, Hadith no. 4411.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

کے ہاتھ کو مارا تو پیالہ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ نبی ﷺ نے پیالے کے ٹکڑے جمع کیے، پھر جو کھانا اس پیالے میں تھا اسے بھی جمع کرنے لگے پھر فرمایا: تمھاری ماں کو غیرت آگئی ہے۔ پھر خادم کو روک رکھا حتیٰ کہ اس بیوی کے گھر سے پیالہ لیا گیا جس کے پاس آپ قیام پذیر تھے۔ اس کے بعد صحیح پیالہ اس بیوی کو بھیجا جس کا پیالہ توڑ دیا گیا تھا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بیوی کے گھر رہنے دیا جس نے اسے توڑا تھا[28]۔

رسول اللہ ﷺ سفر پر جاتے تو بھی بیویوں کو ساتھ لے جانے میں عدل وانصاف ملحوظ رکھتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے اور جس کا قرعہ نکل آتا، اس کو رسول اکرم ﷺ ساتھ لے جاتے [29] ۔

قرعہ ڈالنے کا مقصد عدل وانصاف ملحوظ رکھنا تھا تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے عدل کی انتہا تھی کہ آپ نے ان امور کے حوالے سے بھی اللہ تعالی سے معافی مانگی جن میں بیویوں کے درمیان عدل کرنا آپ کے بس میں نہیں تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللَّهُمَّ هٰذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ "[30]۔

"اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں اختیار رکھتا ہوں اور مجھے ان معاملات میں
ملامت نہ کرنا جن کا تو اختیار رکھتا ہے، میں اختیار نہیں رکھتا"۔

آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس دلی میلان پر بھی مؤاخذہ نہ فرما جو کسی بیوی کی طرف زیادہ ہوتا ہے اور کسی کی طرف کم۔ نان ونفقہ، باری کی تقسیم اور رات گزارنے کے معاملات جو اختیاری ہیں، ان میں بھی رسول اللہ ﷺ نے مکمل عدل وانصاف کیا۔ دلی میلان جو انسان کی طاقت سے باہر ہے، اس میں بھی آپ کا تقویٰ اور ورع ملاحظہ کریں کہ آپ ﷺ کس قدر اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ یہ آپ کے کمال عدل کی دلیل ہے۔ آپ ﷺ بیویوں

[28] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Nikah, Hadith no. 5225
[29] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Hibat, Hadith no. 2593.
[30] Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash'ath, *Sunan Abi Dawud*, Kitab al-Nikah, Hadith no. 2134.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

کے درمیان کسی قدر عدل کی ترغیب دینے والے اور ان کے معاملے میں ناانصافی سے کس قدر ڈرانے والے تھے، اس کا اندازہ آپ ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے:

"إِذَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ، فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ"[31]۔

"جب کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل و انصاف کا برتاؤ نہ کرے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔"

رسول اللہ ﷺ نے بیماری کی حالت میں بھی اپنی بیویوں کے درمیان عدل کی کوشش کی۔ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"جب نبی ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے دیگر ازواج مطہرات سے تیمارداری کے لیے میرے گھر میں قیام کی اجازت چاہی، چنانچہ سب نے بخوشی اجازت دے دی"[32]۔

نبی اکرم ﷺ نے اولاد کے درمیان بھی عدل ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی، چنانچہ آپ نے ان کے درمیان عدل و انصاف کی۔وصیت کی اور دلی میلان یا محبت کی وجہ سے کسی ایک کو عطیہ دینے میں دوسرے پر ترجیح سے منع فرمایا۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"میرے والد نے مجھے کچھ عطیہ دیا تو میری والدہ سیدہ عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بناؤ، لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: میں نے عمرو بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والے اپنے بیٹے کو کچھ عطیہ دیا ہے۔اللہ کے رسول! عمرہ

---

[31] Al-Tirmidhi, *Jami` al-Tirmidhi*, Kitab al-Nikah, Hadith no. 1141.
[32] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Wudu, Hadith no. 198.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

کے کہنے کے مطابق آپ کو اس پر گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اتنا اتنا دیا ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل و انصاف کیا کرو۔" سیدنا نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ یہ سن کر میرے والد لوٹ آئے اور انھوں نے دی ہوئی چیز واپس لے لی"[33]۔

رسول اللہ ﷺ کے عدل و انصاف کے خوبصورت واقعات میں سے آپ ﷺ کا وہ عدل بھی ہے جو آپ نے سیدنا زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا۔ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے۔ سیدہ نے انھیں نبی اکرم ﷺ کو ہبہ کر دیا تو آپ ﷺ نے انھیں اپنا بیٹا بنا لیا۔ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ کوئی شخص کسی کو بیٹا بنا لیتا تو اس کو اسی بیٹا بنانے والے کی ولدیت سے پکارا جاتا اور وہ اس کی وراثت کا بھی حق دار ہوتا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد ﷺ کے سوا اور کسی نام سے نہیں پکارتے تھے[34]، یہاں تک کہ قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی:

"**اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللهِ**"[35]۔

"ان (لے پالکوں) کو ان کے (حقیقی) باپوں کی نسبت سے پکارو، اللہ کے نزدیک یہ بہت انصاف کی بات ہے"۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت کے دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کے احکام کس قدر فصیح و بلیغ ہیں جو عدل کو شامل ہیں۔ ذاتِ الٰہی کا منشا یہی ہے کہ لے پالک بچوں کی نسبت کسی دوسرے کی طرف نہ کی جائے تا کہ مستقبل میں بچے کے نسب اور میراث کے مسائل پیدا نہ ہوں۔

غیر مسلموں کی نظر میں آنحضرت ﷺ کا عدل:

[33] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Hibat, Hadith no. 2587.
[34] Muslim, *Sahih Muslim*, Kitab Fada'il al-Sahabah, Hadith no. 6262.
[35] Quran 33:5.

نبی کریم ﷺ کے عدل کی اگر بات کی جائے تو آپ ﷺ کے دوست، دشمن، اجنبی، کافر اور مسلمان غرض ہر ایک نے آپ ﷺ کے عدل کی توثیق کی۔ نہ صرف آپ ﷺ کے دوست، صحابہ کرام اور چاہنے والے اپنے فیصلوں کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے بلکہ آپ کے دشمن، کافر، یہود و نصاریٰ بھی اپنے جھگڑوں کے فیصلے کے لیے آپ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تھے اور آپ ﷺ کے کیے گئے فیصلے کو اعتماد کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور اس کی وجہ آپ ﷺ میں عدل کی صفت کا موجود ہونا تھا۔

ارشاد باری تعالی ہے:

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ"[36]۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اللہ کے لیے (حق پر) قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو۔ یہی بات تقوی کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک تم جو عمل کرتے ہو، اللہ اس سے خوب آگاہ ہے"۔

حتی کہ جو لوگ آپ سے شدید بغض اور کینہ رکھتے تھے، آپ نے ان کے ساتھ بھی عدل کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کے ساتھ ہر فیصلے اور ہر زمان و مکان میں عدل کیا۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یہ وضاحت فرماتے کہ عدل کوئی کافر کرے تو بھی قابل تعریف ہے اور ظلم بذات خود ناپسندیدہ ہے، خواہ مومن ہی کرے۔ آپ ﷺ نے کافروں اور اہل کتاب تک کے ساتھ عدل و انصاف کرنا واجب قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

" اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ

[36] Quran 5:8.

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ "[37]۔

"بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور قرابت داروں کو (امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، برے کام اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں وعظ کرتا ہے، تاکہ تم سبق حاصل کرو"۔

رسول اللہ ﷺ نے اہلِ کتاب میں سے امانت دار اور خیانت کرنے والوں کے مابین فرق کیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآىِٕمًا "[38]۔

"اور اہل کتاب میں سے بعض وہ ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس خزانے کا ڈھیر امانت رکھیں تو وہ بھی آپ کو ادا کر دیں گے۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں کہ اگر آپ ان کے پاس ایک دینار امانت رکھیں تو وہ بھی آپ کو ادا نہیں کریں گے الا یہ کہ آپ ہمیشہ ان (کے سر) پر کھڑے رہیں"۔

غور کریں، کس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے فیصلوں میں کافروں اور دشمنوں کے ساتھ عدل وانصاف کیا اور ان سب کو ایک ہی چھڑی سے نہیں ہانکا بلکہ اپنے رب تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی:

" وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ "[39]۔

"اور تم اہل کتاب سے احسن انداز ہی سے بحث و تکرار کرو، سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہیں"۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عام کافر اور ظالم کافر کے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے

[37] Quran 16:90.
[38] Quran 3:75.
[39] Quran 29:46.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

کے طریقے میں فرق بیان کیا ہے۔اس کے مطابق ظالم کافروں کے ساتھ اپنا رویہ سخت رکھنے کا حکم دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے کھلے عام جنگ کرنے والے عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ جیسا سلوک کیا، معطم بن عدی کے ساتھ ویسا سلوک نہیں کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے عدل و انصاف کی ایک مثال قابل بیان ہے، صفوان بن امیہ فتح مکہ کے بعد بھی اپنے شرک پر قائم رہے اور اس وقت یہ اسلحہ کا کاروبار کرتے تھے۔آپ ﷺ کو حنین کی لڑائی کے لیے زرہوں کی ضرورت تھی تو اس کے پاس آئے اور فرمایا:

''اے صفوان! کیا تیرے پاس اسلحہ ہے؟ اس نے کہا: عاریتاً چاہیے یا زبردستی لینا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، عاریتاً۔ چنانچہ اس نے تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں عاریتاً دیں اور رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین میں گئے۔ پھر جب مشرکین پسپا ہو گئے اور صفوان کی زرہیں اکٹھی کی گئیں تو ان میں سے چند زرہیں گم تھیں۔ نبی ﷺ نے صفوان سے فرمایا: ''ہم تیری زرہوں میں سے کچھ کم پاتے ہیں، تو کیا ان کا تاوان ادا کریں؟'' اس نے کہا: نہیں، اللہ کے رسول! آج میرے دل میں وہ نہیں جو اس دن تھا۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس نے یہ زرہیں عاریتاً اسلام لانے سے پہلے دی تھیں مگر بعد میں مسلمان ہو گئے تھے[40]۔

غور کریں کہ آپ ﷺ فاتح اور غالب تھے مگر اس کے باوجود صفوان سے زرہیں زبردستی نہیں لیں بلکہ اس کی رضامندی سے عاریتاً لیں۔کچھ زرہیں گم ہونے پر اس سے پوچھا کہ ان کے بدلے میں کیا چاہیے؟ یوں نے عدل کے ساتھ ہر چیز لی اور انصاف کے ساتھ ادائیگی کی۔

سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کے عدل کا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جس کو سن کر دل میں بے ساختہ آپ کی عزت و تکریم مزید بڑھ جاتی ہے اور خراج عقیدت پیش کرنے کو دل کرتا ہے۔سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی ﷺ کے ہمراہ تھے، آپ ﷺ نے پوچھا: تم میں سے کسی

---

[40] Abu Dawud, *Sunan Abi Dawud*, Kitab al-Buyu', Hadith no. 3563.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

کے پاس کھاتا ہے؟"اچانک ایک آدمی کے پاس ایک صاع یا اس کے لگ بھگ آٹا تھا جسے گوندھ لیا گیا۔اس دوران میں ایک دراز قد مشرک جس کے بال پراگندہ تھے، اپنی بکریاں ہانکتا ہوا ادھر آنکلا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تو فروخت کرتا ہے یا عطیہ دیتا ہے؟"اس نے کہا: عطیہ نہیں بلکہ فروخت کرتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی۔اسے ذبح کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی کلیجی بھونے کا حکم دیا۔اللہ کی قسم ایک سو تیس لوگوں کی جماعت میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جسے آپ ﷺ نے اس کلیجی کا ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر نہ دیا ہو۔ جو وہاں موجود تھا،اسے تو وہیں دے دیا گیا اور اگر وہ موجود نہ تھا تو اس کا حصہ محفوظ کر لیا گیا، پھر اس بکری کا گوشت پکا کر دو بڑے کونڈوں میں رکھا گیا اور ہم سب نے اس میں سے پیٹ بھر کر کھایا۔اس کے باوجود کونڈوں میں گوشت بچ گیا تو میں نے اسے اونٹ پر لاد لیا[41]۔

یہ ہمارے رسول اور عظیم قائد ﷺ ہیں۔آپ کے ساتھ آپ کے جاں نثاروں کا ایک جم غفیر موجود ہے جن کی تعداد تقریبا ایک سو تیس ہے۔ بھوک کی شدت ہے اور آپ ﷺ اس مشرک سے عدل وانصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے بکری خریدتے ہیں۔اس سے زبردستی نہیں چھینتے بلکہ فراخدلی سے اس کی قیمت ادا کر کے مالک کی رضامندی سے حاصل کرتے ہیں۔آپ نے اس کے عقیدے اور دین کو نہیں دیکھا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کو عدل وانصاف کرنے والا بنایا تھا۔

دشمنوں کے ساتھ آپ کے عدل وانصاف کی ایک مثال وہ ہے جسے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے ذکر کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں: مسیلمہ کذّاب، نبی ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ آیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر محمد ﷺ مجھے اپنا خلیفہ نامزد کر دیں تو میں آپ کا فرماں بردار ہو جاؤں گا۔وہ اپنی قوم کے بیشتر لوگوں کو بھی ساتھ لایا تھا۔رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ سیدنا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔آپ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا:"اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا۔اور اللہ تعالی نے جو کچھ

---

[41] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-At'imah, Hadith no. 5382.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

تیری تقدیر میں لکھ دیا ہے، تو اس سے نہیں بچ سکتا۔ اور اگر تو روگردانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے تباہ کر دے گا بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جس کا حال مجھے اللہ تعالیٰ خواب میں دکھا چکا ہے۔ اب میری طرف سے یہ ثابت بن قیس یا تجھ سے گفتگو کرے گا۔" پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے[42]۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان: "میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے جس کا حال مجھے اللہ تعالیٰ خواب میں دکھا چکا ہے" کا مطلب پوچھا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خبر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"میں سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن ہیں تو مجھے ان کی فکر لاحق ہوئی۔ میری طرف خواب میں وحی کی گئی کہ ان کو پھونک مارو۔ میں نے انھیں پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ میرے بعد دو جھوٹے (نبوت کا دعویٰ کرنے والے) آئیں گے۔ ان میں سے ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ کذاب"[43]۔

غور کریں کہ آپ ﷺ ایک ایسے انسان کا سامنا کرتے ہیں جو آپ کے دین میں داخل ہونے سے انکار کرتا ہے آپ کی رسالت کو ماننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ آپ اس کے بارے میں خواب بھی دیکھ چکے ہیں کہ یہ آدمی عنقریب نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ آپ ﷺ اس جرم کی شدت کو بھی جانتے ہیں جو وہ کرنے والا ہے۔ اس فتنے کی اشاعت اور قباحت بھی آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے جو اس کی جھوٹی عورت کی وجہ سے لوگوں کے درمیان پھیلے گا۔ دوسری طرف آپ پوری قوت و طاقت میں ہیں۔ سلطنت اور فوج بھی ہے اور یہ شخص چند افراد کے ساتھ آیا ہے جو نہایت کمزور ہیں مگر اس سب کے باوجود آپ ﷺ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے۔ اس کی آزادی رائے سلب کرتے ہیں نہ اس کے جرم کرنے سے پہلے اسے سزا دیتے ہیں، حالانکہ آپ کا خواب برحق تھا۔ یہ کے کامل عدل کی دلیل ہے۔ سزا دینے کے لیے ضروری تھا کہ جرم کا واضح ثبت اور عملی مظاہرہ موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسے امن وامان کے ساتھ گھر واپس جانے دیا تاکہ وہ

---

[42] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Maghazi, Hadith no. 4373.
[43] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Maghazi, Hadith no. 4374.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

یمامہ چلا جائے۔ یہ نبوت و رسالت ہی کے اعلیٰ اور خوبصورت نمونے کا اظہار ہے۔

آپ ﷺ کافروں اور گناہ گار مومنوں کے ساتھ بھی عادلانہ برتاؤ کرتے تھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے کفر اور کفار سے مکمل براءت اختیار کرنے کا مطالبہ کیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ "[44]۔

"یقیناً تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا: بے شک ہم تم سے اور ان سے بری ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو"۔

آپ ﷺ نے معاہدین اور ذمیوں کے ساتھ بھی عدل کیا، جیسا کہ ابو داؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أو انتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِطِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "[45]۔

"جس کسی نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اس کی تنقیص کی، یعنی اس کے حق میں کمی کی، یا اس کی ہمت سے بڑھ کر اسے کسی بات کا مکلف کیا، یا اس کی دلی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے جھگڑا کروں گا"۔

---

[44] Quran 60:4.
[45] Abu Dawud, *Sunan Abi Dawud*, Kitab al-Kharaj, Hadith no. 3052.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی طرف سے عدل کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ ذمیوں پر ہونے والے ظلم کے خلاف خود مدعی ہوں گے۔ جبکہ وہ آپ ﷺ کی نبوت کے منکر اور مخالف ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے عہد والوں اور ذمیوں سے ظلم و زیادتی نہ کرنے کی تاکید کی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَّمْ يَرِحْ
رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَ إِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ
مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا"[46]۔

"جس کسی نے ایسے شخص کو قتل کیا جس سے عہد کیا گیا تھا، وہ جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت اور دوری سے پائی جاتی ہے"۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کسی مسلمان کا مال ہڑپ کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھائی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا۔" سیدنا اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث میرے بارے میں ہے۔ ہو یوں کہ میرے اور ایک یہوی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا۔ وہ مجھے زمین دینے سے انکار کرتا تھا تو میں اسے نبی ﷺ کے پاس لے گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "تیرے پاس کوئی دلیل (گواہ) ہے؟" میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے یہودی سے کہا: "تم قسم اٹھاؤ" میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھا کر میرا مال لے اڑے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

---

[46] : Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail bin Mugherah, Sahih Bukhari, Kitab Al-Diyaat, Hadith No:6914

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

"بلا شبہ وہ لوگ جو اللہ تعالی کے عہد اور اپنی قسم کو معمولی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا" [47]۔

مذکورہ بالا یہ اختلاف اور مسئلہ آپ ﷺ کے ایک صحابی اور یہودی کے مابین تھا، مگر اس کے بعد بھی آپ ﷺ نے عدل و انصاف کا دامن نہیں چھوڑا۔ بلکہ قانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے مدعی سے دلیل اور دلیل نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ سے قسم طلب کی اور عدل وانصاف کی بہترین مثال پیش کی۔

ایک دوسرا واقعہ ملاحظہ کریں جس سے آپ ﷺ کا عدل و انصاف، رحمت اور جود کرم ظاہر ہوتا ہے۔ سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کو قوم کے چند لوگ خیبر گئے اور وہاں جا کر اپنے اپنے کام کے لیے جدا ہو گئے۔ پھر وہاں انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو مقتول پایا۔ جہاں مقتول ملا تھا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے کہا: تم نے ہمارا ساتھی قتل کیا ہے انہوں نے کہا: ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول! ہم خیبر گئے تھے، وہاں ہم نے اپنے میں سے ایک کو مقتول پایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو بڑا ہے وہ بات کرے۔" نیز آپ نے فرمایا: "تم اس پر گواہ پیش کرو جسے نے قتل کیا ہے۔" انہوں نے کہا: ہمارے پاس اس کے متعلق کوئی گواہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارے پاس گواہ نہیں تو وہ (یہودی) قسم کھائیں گے۔" انہوں نے کہا: یہود کی قسم پر ہمیں اعتماد نہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے، لہٰذا آپ ﷺ نے صدقے کے اونٹوں میں سے سو اونٹ دیت میں دیے [48]۔

یہ واقعہ یہود کے علاقے میں پیش آیا جس کی وجہ سے مدعی کا شک وشبہ بھی یہود پر تھا مگر آپ نے گواہ طلب کیا اور گواہ مفقود ہونے کی صورت میں مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ کیا جسے مسلمانوں نے قابل اعتبار نہیں سمجھا تو اس کے بعد ایک ہی ممکنہ حل تھا کہ آپ ﷺ نے مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کرتے ہوئے عدل وانصاف کی بہترین مثال قائم فرمادی۔

---

[47] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Khusumat (Jhagron ka Bayyan), Hadith no. 2417.
[48] Al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Diyat, Hadith no. 6898.

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

خلاصہ کلام:

عدل وانصاف کسی بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی کا ضامن ہے۔ ظلم وزیادتی کسی بھی معاشرے کی بقا کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ظلم سے معاشرے کے افراد اپنا اعتماد کھو دیتے ہیں اور ظالم مزید طاقت کے ساتھ اپنے ظلم اور زیادتی کو جاری رکھتے ہیں جس کا نتیجہ اس معاشرے کی تباہی اور بربادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں عدل وانصاف کی بہترین مثال قائم کرتے ہوئے ایک اچھے معاشرے کے قیام کی مثال بھی پیش کی۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم بھی ایک اعلیٰ اور مثالی معاشرے کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں۔ انھوں نے عدل کا نظام قائم کیا، جہالت کو ختم کر کے علم کا نور پھیلایا اور گمراہی سے ہدایت کا سامان کیا۔

آپ ﷺ عدل کی چلتی پھرتی اور اعلیٰ مثال تھے، آپ ﷺ نے ہی ہمیں اس بات کا عملی ثبوت فراہم کیا کہ عدل دنیا اور آخرت میں کامیابی اور خوشحالی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص اس کا التزام کرے، وہ مخلوق کے راضی ہونے سے پہلے خالق کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔

نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنے قول و عمل سے ہمیں عدل وانصاف کا بہترین درس دیا ہے۔ گویا ہم عدل ہی سے امن وامان، سلامتی اور استحکام وسکون کو یقینی بنا سکتے ہیں، اور تعصب کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ عدل ہی سے ہر انسان عزت واحترام کا حقدار بن سکتا ہے۔

THE SCHOLAR-ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
Vol. 12, No. 1 || January-June -2026|| P. 19-45
https://doi.org/10.29370/siarj/issue22urduar2

Bibliography

Al-Quran.
Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ash'ath. Sunan Abi Dawud.
Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail. Sahih al-Bukhari.
Alyasooei, Luwais Maloof. Al-Munjid: Arabic to Urdu. Translated by Maulana Saad Hussain and Others. Karachi: Daar-ul-Ishaat, 1994.
Muslim ibn al-Hajjaj. Sahih Muslim.
Al-Tirmidhi, Muhammad ibn Isa. Jami` al-Tirmidhi.

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)